

خلفا کے کارستانیاں

<?xml encoding="UTF-8">

جب آپ کے نزدیک ابو بکر صدیق منافق، مرتد، ظالم اور غاصب ہیں تو حضرت علی علیہ السلام نے اپنے بھائی جعفر طیار کی بیوہ اسماء بنت عمیس کا عقدان کے ساتھ کیوں ہو نہ دیا؟

یہ سوال، سوال کرنے والے کی تاریخ سے لاعلمی کی دلیل ہے۔ اس لئے کہ ابوبکر نے اسماء بنت عمیس سے پیغمبر اسلام کے دور حیات میں ہی ان کے شوہر حضرت جعفر طیار کی شہادت کے بعد عقد کرلیاتھا۔ اس کی تفصیل کتاب صحیح مسلم پر جناب عائشہ سے اس طرح نقل کی گئی ہے:

(عن عائشة قالت نفست اسماء بنت عمیس بمحمد بن ابی بکر بالشجرة، فأمر رسول الله ابابكر يأمرها ان تغتسل وتهل) 1

عائشہ کا کہنا ہے کہ اسماء بنت عمیس نے جب محمد بن ابو بکر کو مقام شجرہ پر جنم دیا تورسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکر کو حکم دیا کہ اس بچہ کو غسل دو اور اس کے کان میں اذان واقامت کہوہمیں تاریخ میں ایسا کوئی ثبوت نہیں ملا کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اسماء کی شادی ابوبکر سے کرائی ہو۔

لیکن اسماء بنت عمیس نے ابوبکر سے عقد کیوں کیا اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حضرت علی علیہ السلام نے انہیں منع کیوں نہیں کیا؟

جواب: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احکام اسلام ظاہری طور پر جاری کئے ہیں اور لوگوں کے مافی الضمیر پر لاگو نہیں کئے اور نہ ہی کسی کے عیوب سے پردہ ہٹایا ہے یہ بات مسلم ہے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

(ان فی اصحابی منافقین) 2

یعنی آنحضرت نے فرمایا:

میرے اصحاب میں بعض افراد منافق ہیں۔

اور صحیح مسلم میں بھی منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:

(لأنخرق علی احد سترأ)

میں کسی کے گناہوں پر پڑے ہوئے پردے نہیں اٹھاتا

مجمع الزوائد 3 پر ابن عمر سے روایت نقل ہوئی ہے کہ:

میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تھا کہ جب حرملہ بن زید رسول خدا کی خدمت میں آیا اور اس نے آپ کے سامنے بیٹھتے ہوئے اپنی زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ایمان یہاں پر ہے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہانفاق یہاں پر ہے کیا اور میری زبان پر ذکر خدا بہت کم جاری ہوتا ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے جب حرملہ نے آنحضرت کی طرف سے منہ پھیر لیا تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرملہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔

(اللهم اجعل له لساناً صادقاً و قلباً شاكراً و ارزقه حبی وحب من یحبنی وصل امره الی الخیر)

یعنی خدایا اس کی زبان میں سچائی، اس کے دل میں شکر گزاری کی صلاحیت پیدا کر، اس کو میری اور میرے

محب کی محبت عطا کر اور اس کو نیکی کی ہدایت عطا فرما اس وقت حرمہ کہنے لگا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم میرے کچھ منافق دوست ہیں اور میں ان سب کا سر دار ہوں کیا میں آپ کو ان کے بارے میں کچھ بتاؤں؟ تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم نے فرمایا:

(من جائنا کما جئنا استغفرنا له کما استغفرنا لک، و من اصر علی ذنبہ فاللہ اولی بہ، و لا نخرق علی احد سترًا) یعنی میرے پاس جو بھی آتا ہے میں اس کے لئے طلب مغفرت کرتا ہوں جیسا کہ تم آئے اور میں نے تمہارا لئے طلب مغفرت کی اور جو اپنے گناہوں پر اصرار کرتا ہے خدا بہتر جانتا ہے کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے اور نہ ہی میں کسی کاراز فاش کرتا ہوں اس روایت کے تمام راوی صحیح ہیں۔ ابو بکر ظاہری طور پر مسلمان تھے۔ لہذا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم اور حضرت علی علیہ السلام نے ان کے ساتھ ویسا سلوک کیا جیسا کہ ایک مسلمان کے ساتھ کیا جاتا ہے اور ان کے حقیقی چہرہ سے نقاب نہیں ہٹائی۔

لیکن رہا یہ مسئلہ کہ اہل بیت اور صحابہ کے سلسلہ میں ہمارا کیا عقیدہ ہے اس کا واضح جواب یہ ہے کہ ہم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم کے حکم کی اتباع کرتے ہیں چونکہ آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ کے بعد قرآن اور اہل بیت علیہم السلام سے متمسک رہیں اور پھر یقین کے نز دیک صحیح شمار کی جانے والی حدیث، حدیث ثقلین اس کی واضح دلیل ہے۔ لہذا ہم نے قرآن اور سنت کو فقط اور فقط اہل بیت سے حاصل کیا ہے اور صحابہ کے اچھے اور برے ہونے کو ہم اہل بیت علیہم السلام کی کسوٹی پر تولتے ہیں یہ متفق علیہ روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے محبت اور بغض پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم کے دور حیات میں اور آپ کے بعد، ایمان اور نفاق کو پرکھنے کا ترازو ہے۔ 4

یہی بات دیگر ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے بارے میں بھی ہے پس اگر ہمارے نز دیک ثابت ہو جائے کہ علی علیہ السلام، جناب فاطمہ زہرا امام حسن و امام حسین علیہم السلام یا باقی ائمہ معصومین علیہم السلام میں سے کوئی امام کسی شخص کے بارے میں اچھا نظریہ نہیں رکھتے تھے۔ تو ہم ان کی رائے کو بسرو چشم تسلیم کرتے ہیں اور اس شخص سے یقیناً نفرت کرتے ہیں اگرچہ وہ شخص صحابی ہی کیوں نہ ہو اس لئے کہ ہم کو اہل بیت علیہم السلام کی اتباع کرنے کا حکم دیا گیا ہے صحابہ کی اتباع کا نہیں۔

لیکن یہ مشکل تو آپ کے لئے ہے اس لئے کہ آپ نے ہی روایات نقل کی ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام ابو بکر اور عمر کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے چنانچہ صحیح مسلم پر تحریر ہے کہ:

(من قول عمر مخاطباً علیاً و العباس: فقال ابوبکر قال رسول اللہ: ما نورث ما ترکنا صدقة فرا یتماہ کاذباً اثمًا غادراً خائناً، واللہ یعلم انہ لصادق بارر اشد تابع للحق۔ ثم توفی ابوبکر و انا ولی رسول اللہ و ولی ابی فرا یتمانی کاذباً اثمًا غادراً خائناً و اللہ یعلم انی لصادق بارر اشد تابع للحق فولیتہا، ثم جئتنی انت و لہذا و انتما جمیع و امرکما واحد فقلتما اذفعھا الینا ... الخ) 5

عمر نے حضرت علی علیہ السلام اور عباس کو خطاب کرتے ہوئے کہا: ابو بکر سے مراد وہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم نے فرمایا:

"ہم تر کہ میں میراث نہیں چھوڑتے جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے"

مگر تم دونوں ان (ابو بکر) کو کاذب، گنہگار غدار اور خائن سمجھتے ہو، خدا کی قسم اللہ بہتر جانتا ہے وہ سچے اور حق کے تابع تھے جب ابو بکر مر گئے تو ان کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم اور ابو بکر کا ولی ہوں، لیکن تم دونوں کی نظر میں میں کاذب، گنہگار، غدار اور خائن ہوں، جبکہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ میں

بھی سچا، نیک اور حق کی اتباع کرنے والا ہوں، لہذا میں نے خلافت قبول کی ہے، مگر تم دونوں میرے پاس یہ مقصد لے کر آئے ہو کہ میں یہ خلافت تم کو سونپ دوں۔
خود آپ ہی کی کتابوں میں ہے کہ عمر کے بقول حضرت علی علیہ السلام اور عباس نے ابو بکر اور عمر کو چار رکیک حرکتوں سے منسوب کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اور عباس کی نظر میں شوریٰ اور سقیفہ ابوبکر اور عمر کی بنائی ہوئی سازش تھی تاکہ وہ ان کے ذریعہ حضرت علی علیہ السلام کی خلافت اور جناب فاطمہ علیہا السلام کا فدک غصب کرسکیں ۔

.....

1. مسلم بخاری، الصحيح، جلد ۴ ، صفحہ ۲۷
2. احمد حنبل، المسند، جلد ۴ صفحہ ۸۳ ۔
3. مجمع الزوائد، جلد ۹، صفحہ ۴۱۰
4. مراجعہ کیجئے کتاب الغدير مؤلف علامہ امینی جلد ۳ صفحہ ۱۸۳۔ جس میں تر مذی اور احمد سے یہ روایت نقل کی گئی ہے ۔
5. مسلم بخاری، الصحيح، جلد ۵ ، صفحہ ۱۵۲